صغر سنی کی شادیاں(شرعی وملکی قوانین کی روشنی میں)

*فرخ طاہرہ

Abstract

In Islam, the marriage act is a moral system and is the foundation of human society. Any flaw in this system will have a negative impact on society. In Islam child marriage is approved (مباح) but not recommended because in Shariah Law there is a provision for some causes leading to child marriage but it is not a command. The right way is the way of marriage after puberty. Because only then neads of marriage can be filled. According to all the Muslim Jurists only father and the fraternal grandfather can consent to child marriage but if it is proved that they are consenting to this marriage they are known for a tendency to greed and fraud or insanity, then such a marriage cannot be approved. Shariah Law allows minors to have the marriage dissolved through the court of civil Law. In the country Law child marriage is also forbidden and punishable under "The child Marriage Restrain Act, 1929."

Keywords: Child Marriage, Islamic Law, Civil Law

انسانی مسائلِ حیات میں سے زندگی کی بقاء وتحفظ سب سے اہم مسئلہ ہے۔اللہ تبارک تعالیٰ نے بقائے نسلِ انسانی کے قوانین وضع فرماتے ہوئے تعلق مردوزن کو باہمی راحت وسکون کاذریعہ قرار دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَـٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (۱)

''اور یہ(بھی)اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کی طرف سکون پاو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بے شک اس(نظامِ تخلیق) میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

قرآن مجید میں نکاح کو حصن سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے مراد قلعہ ہے جہاں پر زوجین کی باہمی عفت وعصمت کو تحفظ ملتا ہے۔اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَأَنكِحُوا۟ ٱلْأَيَـٰمَىٰ مِنكُمْ وَٱلصَّـٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ (۲)

''اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو(عمرِ نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے)ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو۔''

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، کنیئرڈ کالج،لاہور۔

قرآن مجید کے مطابق نکاح انبیاءکرام کی سنت بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً (۳)

"اور (اے رسول!) بے شک ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) پیغمبروں کو بھیجا اور ہم نے ان کے لیے بیویاں (بھی) بنائیں اور اولاد (بھی)۔"

اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں بلکہ انسان کی بہت ساری فطری ضروریات کی طرح یہ ایک اہم فطری ضرورت ہے اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے کے ساتھ پورا کرنے کی اجازت ہے۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ

النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی۔ (۴)

"نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

حضور نبی اکرمﷺ نے نوجوانوں کو بطور خاص ارشاد فرماتے ہوئے نکاح کا حکم دیا؛

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (۵)

"اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص بیوی سے نکاح کی قوت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ نکاح کرے اس لیے کہ یہ نگاہوں کو محفوظ اور شرم گاہوں کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور جو شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا اس کو چاہیے وہ روزہ رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔"

قرآن مجید اور احادیث نبوی سے نکاح کی اہمیت و فضیلت کے بعد آئمہ کرام کے مطابق نکاح کی اہمیت اس قول سے ظاہر ہے۔

فهذا الاشتغال به أولى من التخلي لنوافل العبادة وهو قول أصحاب الرأى وهو ظاهر قول الصحابة (۶)

"صحابہ کرام و حنفی فقہاء کے ظاہراً اقوال کے بموجب نکاح کی مشغولیت نفل نماز سے افضل ہے۔"

اور اس کے بعد فقہ جعفریہ میں نکاح کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

فالنکاح مستحب لمن تافت نفسه من الرجال والنساء ومن تنق فیه خلاف المشهور، استحباله لقوله علیه الصلوة والسلام تناکحوا تناسلوا: ولقوله، شرار موتاکم الغراب (۷)

''اور نکاح کے مشتاق شخص کے لیے نکاح سنت ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو اور جسے نکاح پر رغبت نہ ہو اس کے بارے میں خلاف ہے اور مشہور یہی ہے کہ اسے بھی مستحب ہے اس لیے جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں کہ تم لوگ نکاح کرو اور اولادیں حاصل کرو اور پھر فرماتے ہیں کہ تمہارے مردوں میں بدتر اوت ہیں۔''

اسلام میں معاہدہ نکاح ایک ایسا مرتب نظام ہے جو انسانی اجتماعیت کی بنیاد بنتا ہے اگر اس میں کوئی سقم یا نقص نہ ہو تو معاشرہ ہر قسم کے فساد سے محفوظ رہے گا لیکن اگر اس میں کوئی خرابی ہوگئی تو اس کے اثرات و نتائج پورے معاشرے پر مرتب ہونگے۔

اسلام میں مصالح کی تکمیل کے ساتھ کم سنی کے نکاح کی اجازت تو ہے لیکن نکاح کے حوالے ے اصول یہی ہے کہ بالغ ہونے کے بعد کیا جائے یا کم از کم رخصتی بالغ ہونے کے بعد کی جائے کیونکہ مقاصد نکاح بلوغت کے بعد ہی حاصل ہوتے ہیں۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کے ضمن میں ولایت علی النفس کے حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

الف۔ نا بالغ لڑکی اور لڑکے کے نکاح کی اجازت اولیاءکو کس حد تک ہے۔

ب۔ نابالغی میں اولیاءکے کرائے گئے نکاح کی کیا حیثیت ہے۔

ج۔ اولیاءمیں فرق مراتب

چند فقہاءکرام کی رائے کے مطابق نابالغوں کو چونکہ نکاح کی حاجت ہی نہیں ہوتی لہٰذا اولیاءکو نابالغوں کا نکاح کرنا ہی نہیں چاہیے اس ضمن میں وہ قرآن مجید کی اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَٱبۡتَلُواْ ٱلۡيَتَٰمَىٰ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغُواْ ٱلنِّكَاحَ(۸)

''اور تم یتیموں کی(تربیتاً)جانچ اور آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔''

یعنی جب وہ نکاح کی عمر یعنی بلوغت کو پہنچ جائیں۔ لہٰذا اسی آیت کو لے کر امام ابن شبرمۃ اور قاضی ابوبکر الاصم نے نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ان کے نزدیک باری تعالیٰ کے فرمان کے مطابق نکاح اس وقت کیا جائے جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں یعنی بالغ ہوجائیں۔(۹)

مذاہب اربعہ میں سے احناف کے مطابق نابالغ لڑکے لڑکی کے نکاح میں باپ اور دادا کو ولایت اجبار حاصل ہے اور شریعت نے ولی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے زیر ولایت لڑکے اور لڑکی کا نکاح بلوغت

سے قبل کرسکتے ہیں اور اس ضمن میں انہیں نابالغوں کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ صغر سنی میں ان کی اجازت قابل اعتبار نہیں۔اس سلسلے میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

ويجوز النكاح الصغير والصغيرة اذ زوجهما الولي بكراً كانت الصغيرة اوشيباً والولي هو العصبة [١٠]

"نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے جبکہ ان دونوں کی شادی ولی نے کی ہو خواہ وہ لڑکی نابالغ ہے، باکرہ ہے یا ثیبہ لیکن ولی اس کا عصبہ ہو۔"

یعنی امام مرغینانی کے مطابق ولی عصبہ کو نابالغ و نابالغہ پر نکاح کے سلسلے میں ولایت اجبار حاصل ہے اور ولی عصبہ کی طرف سے منعقد کرائے گئے نکاح پر نابالغوں کو بلوغت کے بعد بھی حق خیار بلوغ حاصل نہیں، احناف کے موقف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام قدوری لکھتے ہیں کہ:

وان زوجهما غير الأب والجد فلكل واحد منهما الخيار ان شاء أقام على النكاح وان شاء فسخ [١١]

"اگر صغیرہ اور صغیر کا نکاح ان کے باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے کرایا ہو تو بالغ ہونے کے بعد دونوں کو خیارِ بلوغ کا حق حاصل ہوگا اگر وہ چاہیں تو نکاح کو برقرار رکھیں اور اگر چاہیں تو فسخ کر دیں۔"

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ باپ اور دادا کو نابالغ و نابالغہ پر نکاح کے حوالے سے ولایت اجبار حاصل ہے اور اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بلوغت کے بعد یعنی انہیں حق خیار بلوغ حاصل نہیں لیکن ولی عقد کے علاوہ دیگر اولیاءکے کرائے گئے نکاح پر دونوں کو حق خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن باوجود اس کے کہ باپ اور دادا نابالغوں کے نکاح میں ولایت اجبار رکھتے ہیں اگر وہ غیر اور مہر مثل میں واضح کمی بیشی کی صورت میں سوئے اختیار کی شہرت رکھتے ہیں تو ایسا نکاح نابالغوں پر لازم نہیں، اور اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی صورت میں نابالغوں پر ظلم و زیادتی نہ ہوسکے، جیسا کہ امام حصکفی کے مطابق:

"باپ یا دادا ولی ہوں اور مہر میں واضح کمی بیشی ہو یا وہ غیر کفو میں نکاح کریں اور ان کے بارے میں سوئے اختیار کی شہرت نہ ہو تو یہ نکاح لازم ہوگا وگرنہ یہ لازم نہیں ہوگا۔"[١٢]

احناف کی طرح شوافع کے نزدیک نا بالغ عقلمند بچے کے ولی کو اس کا نکاح کرانا جائز ہے اس سلسلہ میں امام نووی نے فرمایا:

يجوز للأدب والجد أن يزوج ابنه الصغير اذ كان عاقلاً[١٣]

"باپ اور دادا کے لیے نا بالغ بچے کا نکاح کرنا جائز ہے جب کہ وہ عقلمند ہوں۔"

نابالغ و نابالغہ کے نکاح کے حوالے میں امام شافعی لکھتے ہیں۔

ولا یزوج الصیغرة التی لم تبلغ أحدٌ غیر الآباء وان زوجھا تالتزویج مفسوخ والاجداد آباء اذا کن ئجب أب یقومون مقام الأباء فی ذلك [۱۴]

"نابالغ صغیرہ کا نکاح آباءکے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا اور اگر کسی نے نکاح کر دیا تو نکاح فاسد ہو گا اور باپ کی عدم موجودگی میں دادے آباءشمار ہوتے ہیں کہ وہ اس میں آباءکے قائم مقام ہوتے ہیں۔"

اس کے علاوہ امام شافعی کے ہاں آباءکے کرائے گئے نکاح پر احناف کی طرح حق خیار بلوغ حاصل نہیں، جیسا کہ امام شافعی کے یہ الفاظ:

وللأباء تزویج الابن الصغیر ولا خیار له اذا بلغ [۱۵]

"اور آباءکے لیے نابالغ بچے کا نکاح کرنا جائز ہے اور اس کو کوئی اختیار نہیں جب وہ بالغ ہو۔"

احناف کی طرح شوافع کے ہاں بھی باپ اور دادا کو نابالغ و نابالغہ پر ولایت اجبار حاصل ہے لیکن ان کے پاس دیگر اولیاءکے کرائے گئے نکاح فاسد شمار کئے جائیں گے اور اس کے علاوہ امام شافعی کا یہ نقطہ نظر بھی کہ۔[۱۶]

"اور باپ کے لیے جائز نہیں کہ جب اس عورت کے لیے (وہ نکاح) نقص یا نقصان کا باعث ہو۔"

لٰہذا مذکورہ حوالہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اگر نا بالغ کو اس نکاح سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو باپ کے لیے بھی جائز نہیں کہ اس کا نکاح کرائے اسی طرح مالکیہ کے ہاں بھی باپ کو باکرہ اور نابالغ بچوں پر ولایت اجبار حاصل ہے جیسا کہ امام ابن القاسم امام مالک کے موقف کو یوں بیان کرتے ہیں کہ:

لا تجبر علی النکاح ولا یجبر أحداً عند مالك علی النکاح الا الأب فی ابنته البکر و فی ابنه الصغیر وفی أمته وفی عبده والولی فی یتیمه [۱۷]

"نکاح پر جبر نہیں کیا جائے گا اور امام مالک کے نزدیک کوئی کسی کے نکاح کے بارے میں جبر نہیں کرے گا سوائے باپ کے اپنی باکرہ بیٹی اور نابالغ لڑکے کے اور اپنی لونڈی، اپنے غلام کے بارے میں اور ولی اپنے زیرولایت یتیم کے بارے میں۔"

احناف و شوافع کی طرح مالکیہ کے ہاں بھی باپ کے کرائے گئے نکاح پر بلوغت کے بعد کوئی اختیار نہیں بلکہ مالکیہ کے ہاں تو باپ کے وصی کو بھی نابالغہ کے نکاح کی اجازت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ نابالغہ کے نکاح میں مالکیہ کے ہاں اسکی بھلائی کا تصور بھی موجود ہے جیسا کہ امام سحنون نے امام ابن القاسم سے امام مالک کے قول کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے کہ:

سمعت مالكاً يقول يجوز عليها انكاح الآب فأرى أنه ان زوجها الأب بأقل من مهر مثلها أو بأكثر فان ذلك جائز اذا كان انما زوجها على وجه النظر لها (١٨)

"میں نے امام مالک کو سنا وہ کہتے ہیں باپ کے لیے نابالغہ کا نکاح کرانا جائز ہے سو میری رائے یہ ہے کہ جب باپ مہر مثل سے کم یا زیادہ پر اس کا نکاح کر دے تو یہ جائز ہے کیونکہ اس (باپ) نے صرف اس کی بھلائی کے لیے نکاح کیا ہے۔"

اس بحث سے یہ معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک باپ کو باکرہ اور نابالغہ لڑکی پر ولایت اجبار حاصل ہے باپ کا وصی بھی نابالغہ کا نکاح کرسکتا ہے اور باپ مہر مثل سے کم یا زیادہ پر نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ نابالغ بچے یا بچی کو بلوغت کے وقت خیار حاصل نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا حوالے میں باپ کو اگرچہ مہر مثل سے کم یا زیادہ پر نابالغ بچوں کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن اس حوالے میں بھی ان کی بھلائی کا تصور پایا جاتا ہے۔

اسی طرح حنابلہ کے ہاں صرف باپ اور اس کا وصی نا بالغ و نابالغہ کا نکاح کراسکتا ہے امام ابن قدامہ کہتے ہیں:

انه ليس لغير الأب أو وصية تزويج الغلام قبل بلوغة (١٩)

"باپ یا اس کے وصی کے علاوہ کسی اور کے لیے نابالغ بچے کا نکاح کرانا جائز نہیں۔"

اور حنابلہ میں بھی نابالغہ کو بلوغت کے وقت خیار حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ابن قدامہ کے الفاظ ہیں:

فعلى هذا اذا زوجت ثم بلغت لم يكن لها خيار كالبالغة (٢٠)

"سو اس ضابطے کے مطابق جب نابالغہ کی شادی ہو پھر بالغ ہو جائے تو اس کو بالغہ کی طرح کوئی خیار حاصل نہیں ہوگا۔"

فقہ حنبلی میں باپ اور وصی کے علاوہ دیگر اولیاءکو نکاح کی اجازت نہیں وہ بھی شوافع کی طرح حق خیاربلوغ سے انکار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے ہاں باپ کے لئے اپنی بیٹی کا نکاح مہر مثل کے بغیر کرانا جائز ہے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ چھوٹی ہو یا بڑی۔

جیسا کہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

أن للأب تزويج ابنته بدون صداق مثلها بكراً كانت أوثيباً صغيرة كانت اوكبيرة (٢١)

"حنابلہ کے ہاں صرف باپ اور اس کے وصی کو نابالغ و نا بالغہ کا نکاح کرانے کی اجازت ہے اور ایسے نکاح پر بلوغت کے بعد بھی کوئی خیار حاصل نہیں اور اس کے علاوہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح کفو میں کرسکتا

ہے اگرچہ وہ اسے نا پسند ہی کرتی ہو اور باپ کو اس بات کی اجازت بھی ہے کہ وہ اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح مہر مثل کے بغیر بھی کر سکتا ہے۔"

اس کے علاوہ وہ فقہ جعفریہ میں بھی باپ اور دادا کے علاوہ باپ کے مقرر کردہ وصی کو بھی نابالغ بچوں کے نکاح کرانے کا اختیار حاصل نہیں اور اس کے علاوہ ایسے نکاحوں پر بالغ ہونے کے بعد کسی قسم کے خیار کا حق بھی حاصل نہیں جیسا کہ جامع الجعفری میں درج ہے کہ:

نکاح کی ولایت نہیں ہے مگر باپ کو باپ کے باپ کو یعنی دادا کو کتنا ہی اوپر وار جائے۔ یعنی دادا کے دادا ہو اور غلام کے عقد میں اس کے آقا کی ولایت ہوتی ہے اور وصی اور حاکم شرع کو بھی ولایت ہوتی ہے۔ اگر یتیم کا باپ مر بھی گیا ہو تو اس کا دادا اسکے عقد کی ولایت کر سکتا ہے اور باپ دادا کی ولایت نابالغ عورت پر بھی ثابت ہے۔ چاہے وہ باکرہ نہ بھی ہو اور اسے ولی کے کیے گئے عقد کے فسخ کا اختیار بلوغ رشد کے بعد نہیں ہے۔ مرد ہوں یا عورت، خواہ بالغ ہوں خواہ نا بالغ، حق ولایت دیوانگی حال میں عقد پر ثابت ہے جس صورت میں وہ عقد انہیں مفید بھی ہو۔[۲۲]

تو معلوم ہوا کہ فقہ جعفریہ میں باپ اور دادا کے علاوہ وصی اور حاکم شرع کو نابالغوں کے نکاح میں مکمل حق ولایت حاصل ہے حتی کہ دیوانے اور مجنون کے نکاح میں بھی لیکن یہ حق ولایت صرف ایسی صورت حال میں برقرار رہے گا جس میں ان کی صحت مقصود ہو یعنی کہ ان کو ایسے نکاح سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ جس سے یہ واضح ہوا کہ اگر ایک بالغ جو کہ ذہنی طور پر تندرست نہیں اور نکاح کرانے سے اس کی صحت مقصود ہو تو یقینا نابالغوں کے نکاح میں ان کی فلاح اور بھلائی کا تصور پایا جانا چاہیے اور کسی بھی صورت میں انہیں نقصان پہنچنے کا خدشہ نہ ہو۔

لہٰذا اس تمام بحث سے یہ معلوم ہوا کہ جمہور فقہاء کے ہاں باپ کو اپنے نابالغ بچوں پر ولایت اجبار حاصل ہے جبکہ احناف اور شوافع کی طرح فقہ جعفریہ میں بھی دادا کی ولایت اجبار ثابت ہے اور اس کے علاوہ مالکیہ، حنابلہ اور جعفریہ کے ہاں باپ کے علاوہ باپ کے مقرر کردہ وصی کو نابالغوں کے نکاح کی ولایت حاصل ہے لیکن اگر ان تمام اولیاء کے فاسق ہونے کی صورت میں ان کے کرائے گئے نکاح درست شمار نہیں کیے جاتے اور ایسے نکاحوں میں اولیاء کے اختیارات کا غلط استعمال پایا جاتا ہے کیونکہ اکثر اوقات اولیاء بیوقوفی اور طمع ولالچ کی وجہ سے اپنے زیر ولایت نابالغوں کے نکاح کرادیتے ہیں تو ایسے نکاحوں کو درست شمار نہیں کیا جائے گا جیساکہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

حتی لو عرف من الأب سوء الاختیار یسفهه أوطمعه لا یجوز عقده اجماعاً۔[۲۳]

"یعنی اگر باپ سوئے اختیار میں معروف ہو یا بیوقوفی اور لالچ و طمع میں نکاح کرائے گا تو یہ نکاح اجماعاً جائز نہیں ہوگا۔"

حالانکہ جمہور فقہاءکے مطابق باپ اور دادا کی ولایت نکاح کے معاملے میں مقدم ہے اور ان کے کرائے گئے نکاح پر بلوغت کے بعد بھی خیار کا حق نہیں لیکن اگراولیاء اپنے اختیارات کے غلط استعمال میں مشہور ہوں تو ایسی صورت میں یہ نکاح درست نہیں مانا جائے گا۔

جیسا کہ الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں رقم ہے کہ:

اذ زوجهما الأب والجد فلا خيار لهما بعد بلو غهما بشرطين أن لا يكون معروفاً سوء الاختيار قبل العقد وثانيهما أن لا يكون سكران(۲۴)

یعنی کہ باپ دادا عقد سے پہلے سوءالاختیار میں معروف ہوں یا ان دونوں میں سکر ہو اور ان کے جنون کا فیصلہ بھی ہو چکا ہو تو ان کے کرائے گئے نکاح بلوغت کے بعد نافذ نہیں ہوں گے اور اس کے علاوہ مہر مثل کے بغیر یا غیر کفو کے علاوہ اگر باپ دادا اپنی نابالغ اولاد کا نکاح کسی فاسق سے کرا دیں تو ایسا نکاح بھی درست شمار نہیں کیا جائے گا۔

یعنی کہ اگرچہ نابالغوں کے نکاح میں ولایت کے اعتبار سے باپ اور دادا مقدم اولیاء مانے جاتے ہیں لیکن ترک شفقت اور طمع و بیوقوفی کی وجہ سے منعقد کرائے گئے نکاحوں کا نفاذ لازم نہیں ہوگا اور ایسے نکاح عدالت کے ذریعے فسخ کرائے جاسکتے ہیں۔ پاکستان کے ملکی قانون میں یہی ذکر ملتا ہے کہ جب کسی نابالغ کا نکاح باپ یا دادا نے کر دیا ہو تو ایسا نکاح صحیح اور لازم ہے اور نابالغ اسے بلوغت پر فسخ کرنے کا مجاز نہیں ہے لیکن اگر باپ یا دادا نے فریب یا بے احتیاطی سے کام لیا ہو مثلا یہ کہ نابالغ کانکاح کسی مجنون کے ساتھ کر دیا ہو یا وہ واضح طور پر نابالغ کے لیے نقصان دہ ہو تو ایسا نکاح نا بالغ کی بلوغت پر اس کی مرضی سے قابل ابطال ہے۔

جیسا کہ محمڈن لاء سیکشن ۲۶۲ کے یہ الفاظ:

When a minor has been contracted in marriage by the father's or father father the contract of marriage is valid and binding and it cannot be annulled by the minors on attaining puberty. But where a father or father's has acted fraudulently or negligently as where the minor is married to a lunatic or the contract is to the manifest disadvantage of the minor the contract is voidable at the option of the minor on attaining puberty.(25)

اس کے علاوہ بچوں کی شادی کی ممانعت کے ایکٹ ۱۹۲۹ (The child Marriage Restraint act) کی تمہید (Preamble) میں بچوں کی شادی کو منع کرنے کو قرین مصلحت (Expedient) لکھا گیا ہے۔

اور اس کے علاوہ اٹھارہ سال سے زائد عمر کا مرد بھی اگر نا بالغ چھوٹی بچی سے شادی کرے گا تو اس کے لیے ایک ماہ کی قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ بھی ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس ایکٹ کی دفعہ۶ کے مطابق نابالغ بچوں کی شادی کا اہتمام کرنے والا بھی سزا کا مستوجب قرار پائے گا جو ان الفاظ میں مذکور ہے کہ:

"Where a minor contracts a child marriage, any person having charge of the minor, whether as parent or guardian or in any other capacity, lawful or unlawful, who dear any act to promote the marriage or permits it to be solemnised or negligently fails to prevent it from being solemnised, shall be punishable with simple imprisonment which may extend to one month, or with fine which may extend to one thousand rupees, or with both.(26)

"جب کوئی نابالغ بچوں کی شادی کا مرتکب ہو تو ایسا شخص جو اس نابالغ کا سر پرست ہوگا،خواہ بطور والدیا سرپرست یاکسی دیگر حیثیت سے،قانونی یا غیر قانونی جو ایسی شادی کی حمایت میں کوئی فعل کرتا ہے یااس کے انعقاد کی اجازت دیتا ہے یاغفلت کرکے اس کے انعقاد کو روکنے سے قاصر رہتاہے، قید محض ،جو ایک ماہ تک ہو سکتی ہے یاجرمانہ جو ایک ہزار روپے تک ہو سکتاہے یا دونوں سزاؤں کامستوجب ہوگا۔"

مروجہ ملکی قانون میں مقرر کردہ سزائیں جو ایک ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ ہیں بہت ہی معمولی ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں نا بالغی کی شادیوں کی روک تھام میں قطعاً ممد و معاون ثابت نہیں ہوسکتیں کیونکہ پاکستان کے دیہی و قبائلی علاقوں میں شریعت میں موجود جواز کی آڑ میں جبری شادیوں کا رواج کثرت سے پایا جاتا ہے۔

حالانکہ شریعت میں اس بات کی وضاحت بھی موجود ہے کہ اگر اولیاء اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے نابالغوں کے نکاح کراتے ہیں تو ایسے نکاح درست شمار نہیں کیے جاتے۔ لہٰذا عصر حاضر کے علماء وفقہاء اور قانونی ماہرین کو شریعت کے اس پہلو کو بڑی وضاحت کے ساتھ اجاگر کرنا چاہیے۔ تاکہ نابالغوں کے نکاحوں کو مقید اور مشروط کرتے ہوئے سماجی اور معاشرتی برائیوں کا انسداد ممکن ہوسکے۔

خلاصہ بحث:

جمہور فقہاءکرام کے نزدیک اگرچہ نکاح میں ولایت کے اعتبار سے باپ اور دادا مقدم اولیاءشمار کیے جاتے ہیں لیکن اگر وہ بھی نابالغوں کے نکاح منعقد کرانے سے پہلے سوءالاختیار میں مشہور و معروف ہوں یا انہیں کسی قسم کا ذہنی عارضہ، جنون وغیرہ لا حق ہو تو ان کے کرائے گئے نکاح بلوغت کے بعد نافذ نہیں ہوسکتے کیونکہ شریعت میں ترک شفقت کی وجہ سے طمع و لالچ میں نکاح کے نفاذ کی قطعاً اجازت نہیں اور

شریعت نابالغوں کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ عدالت کے ذریعے ایسے نکاح فسخ کرانے کا مکمل اختیار رکھتے ہیں۔

ملک کے قانون ازدواج کے مطابق اگر نابالغوں کے نکاح میں باپ اور دادا نے بے احتیاطی یا فریب سے کام لیا ہو اور بلوغت کے بعد اگر متناکحین میں سے کوئی ایک بھی ایسے نکاح پر ناپسندیدگی کا اظہار کر دیں تو وہ اس نکاح کو عدالت کے ذریعے فسخ کرانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملکی قانون میں بچوں کی شادی کی ممانعت کے ایکٹ ۱۹۲۹ء کے مطابق بچوں کی شادی کو منع کرنا بھی قرین مصلحت ہے اور ایسی شادیاں منعقد کرانے والے اولیاءکے علاوہ قانونی وغیر قانونی حیثیت کے حامل دیگر سرپرستوں یا اداروں کو ملکی قانون نکاح کے انعقاد کی اجازت نہیں دیتا حتی کہ ایسے نکاح کی حمایت یا لا پرواہی اور غفلت کی بنا پر نکاح کے انعقاد کو روکنے سے قاصر رہنے پر بھی ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور ایک ماہ قید یا اکٹھی دونوں سزائیں دینے کا مستوجب قرار دیتا ہے لیکن سزا کی یہ مدت اور جرمانے کی رقم بے حد قلیل ہے اور اسی وجہ سے عصر حاضر میں ہمارے معاشرے میں نابالغوں سے نکاحوں کے انعقاد کی مکمل روک تھام ممکن نہیں لہٰذا قانون ساز اداروں کو چاہیے کہ وہ سزا کی مدت اور جرمانے کی رقم میں اضافے سے متعلق غور و غوض کرتے ہوئے عملی قدم اٹھائیں تاکہ پاکستانی معاشرے میں شریعت کے جواز کی آڑ میں ہونے والی جبری شادیوں کی مکمل روک تھام ہو سکے۔

حوالہ جات:

۱۔ الروم:۲۱

۲۔ النور:۳۲

۳۔ الرعد:۳۸

۴۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی،السنن، کتاب ا لنکاح، باب ما جاءفی فضل ا لنکاح، ج۱، ص۵۴۲، حدیث نمبر۱۸۴۵ء

۵۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، الجامع الصحیح، کتاب ا لنکاح، باب لم تستطع البا فلیصم،ج۵،ص۱۹۵۰،حدیث نمبر۵۰۶۶

۶۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد مقدسی حنبلی، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، بیروت، لبنان،دارالفکر، ۱۴۰۵ھ، ج۷، ص۴ ،کاسانی، علاءالدین, بدائع الصنائع،بیروت، لبنان، دارالکتاب العربی، ۱۹۸۲ء،ج۲،ص۲۲۹

۷۔ نجم الدین ابوالقاسم جعفر بن الحسن، شرائع الاسلام فی الفقہ الاسلامی الجعفری، کتاب ا لنکاح، منشورات دار المکتبہ الحیاۃ، بیروت لبنان، ج۲، ص۵
۸۔ النساء:٦
۹۔ سرخسی، محمد احمد بن ابی،المبسوط،،دار المعرفہ،بیروت،لبنان،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء،ج ۴، ص۲۱۲
۱۰۔ المرغینانی، الہدایہ، ایچ، ایم سعید کمپنی، کراچی،ج۲،ص۲۸۴
۱۱۔ قدوری، المختصر،ص ۳۵۴
۱۲۔ حصکفی، الدر المختار،دار الفکر،بیروت لبنان،۱۳۸٦ھ،ج۴،ص ۱٦۷
۱۳۔ شیرازی، المہذب،ج۴،ص ۱۳۴،نووی،کتاب المجموع،ج۱۷،ص۲۹۳،۲۹۵
۱۴۔ شافعی، محمد بن ادریس ابو عبد اللہ، اَلاُمّ،دار المعرفہ،بیروت،لبنان،۱۳۹۳ھ،ج۵،ص۰۲
۱۵۔ ایضاً،ج٦،ص۸۲
۱٦۔ ایضاً،ج٦،ص ۷۷
۱۷۔ مالک، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث الاصبحی المدنی، المدونۃ الکبریٰ،،دارالکتب العلمیہ، بیروت،لبنان،۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء،ج۲،ص۱۰۰
۱۸۔ امام مالک'المدونۃالکبریٰ'ج ۲،ص۱۰۰
۱۹۔ ابن قدامہ، المغنی،ج٦،ص ۳۴۹
۲۰۔ ایضاً،ج٦،ص۳۴۳
۲۱۔ ایضاً،ج٦،ص ۳۰
۲۲۔ نجم الدین،جامع الجعفری،ص ۵۷۰
۲۳۔ حصکفی،ردالمختار،ج۲،ص۳۰۴
۲۴۔ عبدالرحمن الجزیری،الفقہ علی المذاهب الاربعۃ،ج۴،ص۳۰۔۳۱
25. Muhammadan Law, Section 262, p. 349
26. Ibid, p. 474